شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب راشد - ساہیوال

یوں تو اس حیات مستعار کا اعتبار ہی کیا۔ سانس ہی تو ہے، آئے آئے نہ آئے تو نہ ہی آئے مگر کتنے عظیم ہیں وہ لوگ جن کی زندگی جیتے جی بھی اور موت کے بعد بھی ہر شخص کے لیے قابلِ رشک بن جاتی ہے۔

دولت، عزت، حکومت یہ سب اہل علم کے علمی کارناموں کے مقابلہ میں ہیچ دکھائی دیتی ہیں، عنداللہ و عندالناس ہمیشہ علماء کا مقام ممتاز ہی شمار ہوتا ہے۔ یقیناً اس جہانِ فانی کی موت سے جو تاریکی چھا جاتی ہے اس کا اندازہ اہل خرد ہی لگا سکتے ہیں۔ موت العالم۔ موت العالم۔

برصغیر پاک و ہند میں اہل علم حضرات پر کیا قیامت بپا ہوتی رہی یہ اصحاب علم و دانش سے کسی طرح مخفی نہیں۔ دینِ اسلام کے دشمن ہمیشہ اسلام دشمنی میں علماء کو نشانہ بناتے رہے اس کے ردعمل کے طور پر صبر و تحمل کا جو مظاہرہ علماء نے کیا وہ قابلِ ستائش ہے حکومتِ الٰہیہ کے قیام، تحریکِ جہاد، ترک موالات، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریکِ نظامِ مصطفےٰ غرض ہر اہم موقع پر قوم کی راہنمائی علماء ہی کرتے رہے اس کے لیے قربانیاں اور قید و بند کی صعوبتیں علماء کا گروہ ہی برداشت کرتا رہا اور اگر جان کی بازی لگانے اور شہادت دینے کا مرحلہ آیا تو وہ ہستیاں جنہوں نے اپنی زندگیاں پیش کر دیں صرف اور صرف علماء ہی کا تھا۔

www.KitaboSunnat.com

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ جان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی تو کوئی بات نہیں

۲۳ مارچ ۱۹۸۷

پاکستان میں نفاذِ اسلام کے لیے جس انداز پر جمعیت اہلحدیث پاکستان کی بے باکانہ قیادت نے اپنی مساعی شروع کیں، وہ اپنی مثال آپ تھیں۔ ۱۸ اپریل ۱۹۸۶ کو موچی دروازہ لاہور سے ایک نئے سفر

کا آغاز کیا گیا اور مختلف اہم شہروں میں عظیم جلسہ ہائے عام منعقد کر کے ایک زریں تاریخ رقم کر دی گئی۔ ہر کامیاب جلسہ میں قرآن و سنت کے شیدائیوں کی کثیر حاضری بتاتی تھی کہ یہ لوگ ملک میں کسی بھی ازم کو نہ چلنے دیں گے اور صرف کتاب و سنت کا نفاذ ہی اس ملک کا مقدر بن کے رہے گا قائدین کے ہر فیصلے پر جمعیت اہلحدیث کا ہر فرد لبیک کہہ رہا تھا۔ نوجوانوں کی تنظیم "اہل حدیث یوتھ فورس" کے نام سے منظم اور فعال ہو چکی تھی جس کی قیادت پرعزم اور باہمت نوجوانوں کے پاس تھی اور مکمل سر پرستی اکابرین جمعیت فرماتے ہیں۔ بالخصوص قائد اہلحدیث حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید ناظم اعلیٰ جمعیت اہلحدیث پاکستان نوجوانوں کی اس تنظیم پر خصوصی توجہ دے رہے تھے۔

۲۰ مارچ ۱۹۸۷ کو خاتم النبیین کانفرنس چنیوٹ میں ہوئی تو قائدین نے نئے جوش نئے ولولے اور نئے عزم کا نہ صرف اظہار کیا بلکہ علامہ مرحوم نے جماعت کی بیداری کا جس انداز میں اعلان کیا وہ مخالفین کے لیے نیا چیلنج تھا ابھی اس کانفرنس کی خبریں مرحلۂ اشاعت میں ہی تھیں کہ لاہور میں اہل حدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام سیرت النبی ﷺ کے مقدس نام پر علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا حبیب الرحمان یزدانی، مولانا محمد خان نجیب، مولانا عبدالخالق قدوسی اور دیگر قائدین کے خطاب کا اہتمام کیا گیا۔ کون جانتا تھا کہ یہ جلسہ عظیم المیہ اور قومی حادثہ کا منظر بن جائے گا کسے خبر تھی کہ اس روز کیسے کیسے گوہر ہم سے رخصت ہو جائیں گے کس کو معلوم تھا کہ یہ جلسہ ہم سے ہماری متاع گراں مایہ چھن جانے کا سبب ہوگا۔ آہ یہ صدمہ ہم نہ ہی دیکھتے تو بہتر تھا۔ کاش ہم اپنے عزیز ساتھیوں کو اپنے سے بچھڑتے نہ ہی دیکھتے لیکن مشیت ایزدی کے سامنے دم مارنے کی کسے مجال ہے وہی ہوا جو نوشتۂ تقدیر تھا۔ اہل حدیث کانفرنس کا اختتام بم کے دھماکے سے ہوا۔ ۱۰ عظیم شہادتیں شہدائے اہل حدیث اور سو سے زیادہ زخمیوں کی تعداد تاریخ اہل حدیث میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا جا رہا تھا آہ! کس قدر عظیم المیہ آج کے دور میں عالم اسلام کو دیکھنا پڑا یہ بم کا دھماکہ ایک مذہبی جلسہ ہی میں نہ ہوا بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے کھلا چیلنج تھا۔ چند علماء کو شہید کرنے کا منصوبہ نہ تھا بلکہ اسلام کی گردن پر چلنے والی تلوار تھی۔ اس بم کے دھماکے سے عظیم مفکر، عظیم مدبر، عظیم مقرر، عظیم قائد، عظیم مصنف اور عظمتوں کا پہاڑ علامہ احسان الٰہی ظہیر ہی نہ شہید ہوئے بلکہ قرآن و سنت کی ایک شمع ضوفشاں بجھا دی گئی ایک

باقی صفحہ ۲۸ پر